

عالمگیریت: اسلام کی نگاہ میں

محمد عمر چھا پرا

ہم ایک ایسے ماحول میں رہ رہے ہیں جہاں فاصلے گھٹ رہے ہیں، رابطے کے ذرائع تیز تر اور، بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار زیادہ سے زیادہ طاقتور اور ہلاکت خیز ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسے ماحول میں بہتر باہمی مفاہمت، عظیم تر امن، ہم آہنگی اور تعاون کے ساتھ ایک واحد گلوبل ولیج کی فضا کو پروان چڑھانا انتہائی ضروری ہے۔

تمام قوموں کی خوش حالی کا انحصار ایسے ہی تعاون پر ہے۔ یہ عالمگیریت کا پہلا مقصد ہے۔ باہمی تعاون پر مبنی ایسی فضا کی عدم موجودگی تہذیبوں کے تصادم کا سبب بن سکتی ہے جو ہر ایک کے لیے برا ہوگا، خصوصاً ترقی پذیر ملکوں کے واسطے، جو اپنے خلاف جارحانہ عزائم کو روکنے کے لیے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار نہیں رکھتے۔ مزید یہ کہ ان کے پاس جو وسائل ہیں، وہ بہت محدود ہیں، اور وہ انہیں لڑائی جھگڑوں میں جھونکنے کے بجائے ان کا بہتر استعمال کرتے ہوئے اپنی ترقی پر صرف کرنا چاہیں گے۔

آج کی دنیا میں، یہ پوچھا جانا بالکل بر محل ہے کہ ایسی عالمگیریت کے حوالے سے اسلام کا موقف کیا ہے۔

انسانیت کا اتحاد اور عالمگیریت

قرآن کا پیغام: آئیے دیکھیں اس بارے میں قرآن کا حکم کیا ہے۔ اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے۔ یہ وحی پر مبنی تمام مذاہب کے عقائد اور اقدار کی عکاسی کرتا ہے۔ اللہ نے پوری دنیا کے اندر مختلف اوقات میں اپنے رسول بھیجے۔ ان سب پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور رحمتیں ہوں۔ یہ سارے رسول

یہاں پہلے ہی اس کی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا گیا تھا۔ اس مدرسہ میں اس کی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا گیا تھا۔ اس مدرسہ میں اس کی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا گیا تھا۔

[illegible]

حضرت امیر کے احوال سے لے کر ان کی وفات تک کی ساری تاریخ اور ان کی زندگی کے حالات

[illegible][illegible][illegible]

عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: "من لم يدر ما في نفسه فليتركها".

یجہتی کے اصول لازماً غالب نہیں رہتے۔ اس کی وجہ، جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور باہم ظلم اور زیادتی کرنے کا داعیہ (بغیا پنہم) ہے۔ اور اس جذبے کی وجہ مخصوص مفادات، بے انصافی، حسد، استحصا، معاہدوں اور ذمہ داریوں کو پورا نہ کرنا، اور اختیارات کا ناجائز استعمال ہے۔ ان عوامل کی بنا پر پراسن باہمی روابط اور تعلقات استوار نہیں ہو پاتے۔ اس کیفیت کے علاج کے لیے اللہ کی جانب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمیت، اس دنیا میں رسول بھیجے گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن کہتا ہے: ہم نے تمہیں پوری انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷)

رحمت، بے انصافی، استحصا اور تفریق کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ یہ سب کی ضروریات کی تکمیل، خاندانی اتحاد، سماجی یکجہتی، امن اور ہم آہنگی کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے۔ یہ ہے وہ چیز جو رحمت سے مراد ہے۔ اسلام لوگوں کو جوڑنے کے لیے آیا ہے توڑنے کے لیے نہیں۔ قرآن انسانیت کے اتحاد کا علم بردار ہے۔ یہ خود انسان ہیں جو اس مقصد کے لیے درست ماحول پیدا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ سنت نبویؐ کا پیغام: قرآن اسلامی تعلیمات کا صرف ایک حصہ ہے، دوسرا حصہ سنت نبویؐ ہے۔ اور سنت نبویؐ کا حکم بھی بہت واضح ہے: ”انسانیت اللہ کا کنبہ ہے، اور ان میں اللہ کا سب سے پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔“

یہ کنبہ صرف مسلمانوں پر مشتمل نہیں ہے۔ اس میں دنیا کے تمام لوگ شامل ہیں بلا لحاظ اس کے کہ وہ مسلم ہیں یا غیر مسلم، گورے ہیں یا کالے، امیر ہیں یا غریب، اور مرد ہیں یا عورت۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان فرمایا کہ: ”اے لوگو، سنو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ کسی عرب کو کسی غیر عرب پر کوئی فوقیت ہے نہ کسی غیر عرب کو کسی عرب پر، کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی برتری ہے نہ کسی کالے کو کسی گورے پر، فضیلت کا معیار صرف کردار ہے۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

[illegible][illegible]

۱- کلمہ اثر لیو، انا، و سہ، کلمہ اثر م، انا، و سہ، کلمہ

ہے، جو جہاں بنی کا علم اور برتاؤ کے اصول فراہم کرتا ہے۔ ”میزان“ کا مطلب صحیح اور غلط میں امتیاز کے لیے قرآن اور سنت میں دیے گئے معیارات ہیں۔ اس سے زندگی کے تمام شعبوں میں ایسے درست توازن کا قیام بھی مراد ہے جو نظام فطرت میں پایا جاتا ہے۔ اگر انسان ان اصولوں کے مطابق عمل کریں تو ان کے درمیان اتحاد اور عالمگیریت فروغ پائے گا۔ برتاؤ کے ان اصولوں کے نفاذ کے بغیر، دنیا میں عدل و انصاف نہیں ہوگا، چنانچہ امن اور ہم آہنگی بھی نہیں ہوگی۔ قرآن واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ:

جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم اور بے انصافی سے آلودہ نہیں کیا، امن ان ہی کے لیے ہے اور وہی سیدھی راہ پر ہیں (سورۃ الانعام: ۸۲)۔

یہ ہے قرآن کا فیصلہ۔ اگر آپ اس دنیا میں امن اور ہم آہنگی چاہتے ہیں تو اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ لوگوں کو انصاف فراہم کیا جائے۔ حتیٰ کہ بجائے خود عقیدہ بھی کافی نہیں۔ عقیدہ کا نفاذ بے انصافی اور ظلم کے خاتمے کے ذریعے کیا جانا ہے۔ لہذا عدل اسلام کا ایک بنیادی مطالبہ ہے۔ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مزید زور یہ وضاحت کر کے دیا ہے کہ بے انصافی یوم حساب کی تاریکی کی جانب لے جاتی ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ”ظلمات“ کی جو اصطلاح استعمال کی وہ ”ظلمہ“ کی جمع ہے جس کا مطلب تاریکی یعنی اندھیرا ہے۔ جب اس کی جمع استعمال کی جائے تو اس کا مطلب گہرا اندھیرا ہے جس میں کوئی شخص کچھ نہیں دیکھ سکتا۔ چنانچہ آخرت میں ان لوگوں کے لیے صرف اندھیرا ہوگا جو ظالم اور بے انصاف ہیں۔ بے انصافی جتنی بڑی ہوگی، اندھیرا بھی اتنا ہی شدید ہوگا۔

اتحاد انسانیت اور عالمگیریت کا دوسرا تقاضا، زندگی کے تمام گوشوں میں سماجی یگانگت کے فروغ کے لیے باہمی امداد اور تعاون ہے۔ یہ لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ ان لوگوں کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ صرف یہی ضروری نہیں کہ غربت اور مصائب کا ازالہ کیا جائے اور باہمی مفاہمت کو فروغ دیا جائے بلکہ ایسی ہر چیز سے اجتناب بھی کیا جائے جو یکجہتی کو نقصان پہنچانے والی

۴:۱) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸)

[illegible]

کیا کہتے ہیں، آئیے چند بڑے مسلمان مفکرین کے نظریات پر ایک نگاہ ڈالیں۔ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ: ”عدل ہر ایک کے لیے، ہر ایک اور ہر چیز کے حوالے سے ناگزیر ہے۔ بے انصافی کسی صورت جائز نہیں چاہے معاملہ کسی مسلمان کا ہو یا غیر مسلم کا، حتیٰ کہ کسی ظالم کے ساتھ بھی عدل کے خلاف معاملہ کرنے کی گنجائش نہیں۔“ ۹

ہمیں اپنے ذہن میں یہ بات رکھنی چاہیے کہ جب ابن تیمیہؒ ”ہر چیز کے لیے انصاف“ کو ضروری قرار دیتے ہیں تو اس سے محض انسان نہیں بلکہ جانور، پرندے، کیڑے کوڑے، اور ماحول سب مراد ہوتے ہیں۔ ”ہر چیز“ میں یہ سب شامل ہیں۔ لہذا انصاف کو ہر چیز کے لیے اور ہر ایک کے لیے یقینی بنایا جانا چاہیے، حتیٰ کہ اس کے لیے بھی جو خود انصاف کی راہ پر نہ ہو یعنی ظالم ہو۔

ابن خلدون بھی، جو ایک عظیم مورخ اور سماجی سائنسدان تھے، یہ بات بڑے پرزور انداز میں یوں کہتے ہیں کہ ”ظلم و بے انصافی تہذیب کے لیے تباہ کن ہے۔“ ایہ بات انہوں نے چھ سو سال پہلے کہی تھی۔ جبکہ ترقیاتی معاشیات، ابھی چند دہائی پہلے تک، ترقی میں عدل و انصاف کے کردار پر متفق نہیں تھی۔ بعض ماہرین معاشیات کا اصرار تھا کہ انصاف قعیش ہے اور انصاف کے ساتھ ترقی ممکن نہیں۔ تاہم تجربے نے ترقیاتی معاشیات کو اب یہ سکھا دیا ہے کہ ترقی، انصاف کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے پچھلی صدی کی آٹھویں اور نویں دہائی میں سوچ تبدیل ہوئی اور اب ماہرین معاشیات عام طور پر اس بات پر متفق ہیں کہ ترقی کے لیے انصاف ناگزیر ہے۔ ابن خلدون اسلامی تعلیمات کی روشنی میں چھ سو سال پہلے اس نتیجے پر پہنچ چکا تھا، اور اس نے کہہ دیا تھا کہ: ترقی انصاف کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ۱۱

ان حقائق کی بناء پر ہم پورے اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کا یہ عمومی تقاضا ہے کہ انصاف کو ہر صورت میں یقینی بنایا جانا چاہیے، اور ترقی کے فوائد میں سب کی یکساں شرکت ہونی چاہیے۔ انصاف کے بغیر نہ صرف ترقی کے عمل کو نقصان پہنچے گا بلکہ باہمی تنازعات سر اٹھائیں گے اور تعاون کی فضا متاثر ہوگی۔ اس صورت میں باہمی قربت و یگانگت اور عالمگیریت کو حقیقت بنانا بھی مشکل ہو جائے گا۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ ایک جیسوں کے ساتھ ایک جیسا رویہ رکھا جائے اور جو باہم برابر نہیں ہیں

۱۔ اناں میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے لئے کمال کی بات کرے اور اس میں سے کمال حاصل کرے۔

کے لئے یہ باتیں کہیں ہی نہیں آتی تھیں۔ اس لئے کہ اس وقت کے لوگ تو سچے سچے انسان تھے۔ ان کے دل میں نہ تو کج فہمی تھی نہ ہی کج فہمی کے پھیلنے کا موقع تھا۔ ان کے دل میں نہ تو کج فہمی تھی نہ ہی کج فہمی کے پھیلنے کا موقع تھا۔ ان کے دل میں نہ تو کج فہمی تھی نہ ہی کج فہمی کے پھیلنے کا موقع تھا۔

۱۲۔ اور پھر تیسری کتاب ہے "تہذیب و تمدن" جس میں ان کی زندگی کے ہر شعبہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ایکینچہ، سیرت و تقویٰ

[illegible][illegible]

کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔ تاہم جس قسم کی معاشی عالمگیریت کا تجربہ دنیا میں آج ہو رہا ہے، اس کے ذریعے یہ مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں جاری موجودہ عالمگیریت، منڈی کی توسیع عدل و انصاف کے بجائے لبرلائزیشن کے ذریعے کرنے پر زور دیتی ہے اور فی الحقیقت انصاف کو اکثر فراموش کر دیا جاتا ہے۔

انصاف کا تقاضا ہے کہ جب صنعتی ملکوں کی برآمدات بڑھتی ہیں تو ترقی پذیر ملکوں کی برآمدات میں بھی ترجیحاً بلند نرخوں پر اضافہ ہونا چاہیے، اگر ان ملکوں میں غربت اور بے روزگاری کو کم کرنا مقصود ہے۔ لہذا عالمگیریت کو محض صنعتی ملکوں کی تجارت میں توسیع کا علم بردار نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ترقی پذیر ملکوں کی تجارت کو بڑھانے کے لیے بھی کارگر ثابت ہونا چاہیے۔ ترقی پذیر ملکوں کی برآمدات میں اس وقت تک اضافہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان کی برآمدات کی راہ میں حائل تمام پابندیاں دور نہ کر دی جائیں، اور ان کی پیداواری صلاحیت میں بھی بہتری رونما نہ ہو۔

اس لیے ان پابندیوں کا خاتمہ لازمی ہے جو ان کی برآمدات کے فروغ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ یہ تجارت کی لبرلائزیشن کا ایک جزو ہے۔ تاہم اس سے اس وقت تک پورا فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک ترقی پذیر ملکوں کی پیداواری صلاحیت میں بھی توسیع نہ ہوتا کہ وہ مزید برآمدات کے قابل ہو سکیں۔ اور پیداواری صلاحیت انسانی وسائل اور فزیکل انفراسٹرکچر کی ترقی کے بغیر نہیں بڑھ سکتی۔ یہ انتہائی اہم امور ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ ترقی پذیر ملکوں کو اپنے سماجی اور فزیکل انفراسٹرکچر اور پیداواری سرگرمیوں کو بہتر بنانے کے قابل بنائے بغیر، ان سے اپنے تمام محصولات کے خاتمے کا مطالبہ، ان ملکوں میں درآمدی ساز و سامان کے سیلاب اور ان کی اپنی صنعت اور زراعت کی تقریباً مکمل تباہی کی راہ ہموار کرے گا۔ لہذا ترقی پذیر ملکوں میں عالمگیریت صرف بتدریج ہی واقع ہو سکتی ہے۔ اگر اسے طاقت کے بل پر مسلط کیا گیا تو اس کے نتیجے میں کئی مسائل جنم لیں گے۔ ان میں سے ایک ان کی متعدد صنعتوں کا بند ہو جانا ہے۔ یہ چیز ان کی زراعت کو بھی نقصان پہنچائے گی، بے روزگاری میں اضافہ کرے گی، سماجی اور سیاسی عدم استحکام پیدا کرے گی، اور ایسے نتائج کا سبب بنے گی جو ان اہداف

۱۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔
 ۲۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔
 ۳۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔
 ۴۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔
 ۵۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔
 ۶۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔
 ۷۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔
 ۸۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔
 ۹۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔
 ۱۰۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے رسول مانتا ہے وہ اللہ کے رسول ہے۔

[illegible]

صدیوں میں جو عالمگیریت واقع ہوئی، وہ زراعت ہی میں توسیع کے ذریعے ہوئی تھی۔ جاپان کو دیکھیں یا امریکا کو، یہ زراعت ہی ہے جس میں پہلے توسیع ہوئی۔ اسی نے صنعتی ترقی کے لیے وسائل فراہم کیے۔ اگر ترقی پذیر ملکوں میں زراعت کا دائرہ نہ پھیلتا تو ان کی ترقی کا عمل متاثر ہوتا اور آخری نتیجے کے طور پر پوری دنیا میں صنعتی ملکوں کو بھی نقصان پہنچتا۔ لہذا زراعت کی توسیع ان ملکوں کے لیے انتہائی اہم ہے اور اس کے لیے ترقی یافتہ دنیا میں زراعت پر دی جانے والی مالی اعانتوں کا خاتمہ ناگزیر ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ صنعتی ملکوں کو ایک ہی ہلے میں تمام مالی اعانتوں کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔ یہ اقدام حکمران سیاسی جماعتوں کے لیے خودکشی کا عمل ثابت ہو سکتا ہے۔ تاہم وہ اسے تدریج کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں، اس واضح شعور کے ساتھ کہ یہ عمل ہے جو ترقی پذیر ملکوں کو اپنی زراعت کو وسعت دینے اور اپنے وسائل میں اضافہ کرنے کے قابل بنانے کے لیے درکار ہے اور یہ ان کی صنعتی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ معاشی قربت و یگانگت ایک دھیماعمل ہے چنانچہ صنعتی ملکوں سے مالی اعانتوں کے فوری خاتمے کی توقع نہیں رکھی جاسکتی تاہم اسے تدریجاً رو بہ عمل لایا جانا چاہیے۔ مگر ایسا ہو نہیں رہا ہے۔ صنعتی دنیا میں اس بات کی مستقل جدوجہد جاری ہے کہ زرعی اشیاء پر دی جانے والی مالی اعانتیں برقرار رہیں اور ان کے خاتمے کے مطالبے کو ٹالا جاتا رہے۔ اس رویے کے ساتھ کوئی گلوبلائزیشن نہیں ہو سکتی۔

دوسری چیز جسے ذہن میں رکھا جانا چاہیے، ترقی کے مختلف مراحل ہیں جن سے ترقی پذیر ممالک فی الوقت گزر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ دوسروں سے بہت آگے ہیں۔ اس لیے ان سب کے ساتھ یکساں برتاؤ نہیں کیا جاسکتا۔ مقابلتاً غریب ترقی پذیر ملک اداروں کی تعمیر، صحت مند اور مستحکم مالیاتی نظام کی تشکیل، بنیادی ڈھانچے میں اصلاحات اور قابل اعتماد قانونی اور عدالتی نظام کے قیام کے حاجت مند ہیں۔ اچھی حکمرانی کے بغیر ان مقاصد کا حصول مشکل ہے۔ تاہم ترقی پذیر ملکوں کی ترقی کے لیے یہ تمام چیزیں ناگزیر ہیں۔ ان اہداف کے حصول میں وقت لگے گا۔ اس لیے یہ توقع رکھنا انتہائی غیر حقیقت پسندانہ ہوگا کہ ترقی پذیر ممالک اپنے تمام محصولات فی الفور ختم کر دیں گے۔ ایسا

[illegible][illegible]

لہذا، شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو قتل کر دیا ہے تو اس کے لئے عفو کر دیا جائے گا۔

ترقی پذیر ملک اس کا نصف بھی مہیا کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ نہ ان کے ماہرین ویسے اعلیٰ معیار کے ہوتے ہیں جیسے صنعتی ملکوں کی طرف سے آتے ہیں۔ ۱۱۳ اس لیے یہ توقع کیسے رکھی جاسکتی ہے کہ مذاکرات منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انداز میں منعقد ہوں گے؟ اس طرح، یہ پورا عمل ابتداء ہی سے غیر منصفانہ معلوم ہوتا ہے۔ اسلامک ڈویلپمنٹ بینک کے صدر ڈاکٹر احمد علی نے بجا طور پر نشان دہی کی ہے کہ ”ڈبلیو ای او میں ترقی پذیر ملکوں کا پہنچنا ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص گھنے جنگل سے گزر رہا ہو، جو جھاڑ جھکاڑ، پرچے راستوں اور سدھائے ہوئے دیوہیکل درندوں سے بھرا پڑا ہو۔“ ۱۳۴ عالمگیریت، عدل و انصاف کے بغیر نہیں آسکتی، اور اگر انصاف کو ملحوظ رکھا جائے تو ترقی پذیر ملکوں کو متعدد مراعات دی جانی چاہئیں۔ تمام ترقی پذیر ملکوں کو یکساں مراعات کے بجائے ان کی ترقی کے مرحلے کے مطابق مراعات ملنی چاہئیں۔

سماجی یگانگت ثقافتی تنوع کے ساتھ

عالمگیریت کے لیے درکار ایک اور چیز سماجی قربت و یگانگت ہے۔ مختلف ملکوں میں بہتر باہمی مفاہمت کے لیے یہ ضروری ہے۔ یہ چیز ایک آفاقی گاؤں کی تعمیر کے لیے راستہ ہموار کرے گی۔ تاہم آفاقی گاؤں کا یہ مطلب نہیں لیا جانا چاہیے کہ اس میں ایک یکساں اور سب کے لیے قابل قبول تہذیب و ثقافت رائج ہوگی۔ اس کے بجائے اسے ایک ایسا گاؤں بنانا ہوگا جس میں ثقافتی تنوع اور رنگارنگی ہو۔ ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم دوسری ثقافتوں کو محض برداشت نہ کریں بلکہ ان کا احترام کرنا اور ان کی تحقیر سے گریز کرنا بھی سیکھیں۔ یہ توقع رکھنا کہ دنیا کے تمام ملک ایک ہی مغربی تہذیب و ثقافت کو اپنالیں گے، غیر صحت مند اور غیر حقیقت پسندانہ ہی نہیں بلکہ ایسا ہدف ہے جس کا حصول ناممکن ہے۔ کسی بالادست قوم کی جانب سے باقی دنیا پر اپنا کلچر مسلط کرنے کی کوشش پر دوسرے ملک ناخوش ہوں گے۔ دنیا میں کلچر کے نام سے کوئی ایسی اعلیٰ وارفع اور یک رنگ چیز نہیں ہے جس میں صرف خوبیاں ہی ہوں اور جو کمزوریوں سے یکسر پاک ہو۔ جبکہ تنوع اور رنگارنگی سے دنیا کی خوبصورتی میں اضافہ ہوگا۔

(۶۹:۱۰۰)

سر: میری تعریف کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

- متنبی فی خبری عنی فی الاموال و الحرامات و الباطنیات و الاحادیث

[illegible]

برداشت اور مفاہمت کا مظاہرہ نہیں۔ امریکا (گوانتانامو بے) میں قرآن کے بیت الخلاء میں پھینکے جانے کے واقعے کو مسلم دنیا کی جانب سے ایک دوستانہ کارروائی کے طور پر کیسے دیکھا جاسکتا ہے؟ اور اس ماحول میں عالمگیریت کیسے وقوع پذیر ہو سکتی ہے؟ ۱۵

سماجی اور معاشی عالمگیریت ایک دوسرے سے گہرے طور پر مربوط ہیں۔ سماجی یگانگت کے بغیر معاشی یگانگت مشکل ہے۔ اور لوگوں کے درمیان مزید اعتماد اور ہم آہنگی کو فروغ دینے بغیر سماجی یگانگت پیدا کرنا ممکن نہیں۔ توہین آمیز واقعات جو امریکا اور اسی طرح خاصی تعداد میں یورپ میں پیش آئے، کوئی تازہ معاملہ نہیں ہیں جو نائن لیون کا نتیجہ ہو، یہ واقعات ایک ایسے ذہنی رویے کی عکاسی کرتے ہیں جو صدیوں پر محیط ہے۔ اس کا مظاہرہ صلیبی جنگوں میں ہوا تھا اور اس کے بعد قرآن، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام پر مسلسل حملوں کی شکل میں برابر ہوتا چلا آ رہا ہے۔ یہ رویہ بین الاقوامی ہم آہنگی اور عالمگیریت کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔

سیاسی یگانگت

سیاسی قربت و یگانگت کا یہ مطلب نہیں کہ ایک سپر پاور کی چھتری تلے دنیا کی تمام قوموں کو ایک قوم بنادیا جائے۔ سیاسی یگانگت ایک ایسی مقتدرہ ہی کے تحت حقیقت بن سکتی ہے جو انصاف کی ضامن ہو، تنازعات کو کم کرے اور تمام ملکوں میں امن اور خوش حالی کو فروغ دے۔ اقوام متحدہ سے اس کام کی انجام دہی کی امید لگائی گئی تھی، لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہی۔ اقوام متحدہ کی قراردادیں اسرائیل کی سنگ دلی اور امریکا کی مدد اور چشم پوشی کی بناء پر مسلسل پامال ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ ایک منصفانہ عالمی نظام کو حقیقت بنانے کا خواب بھی، جھوٹے الزامات کی بنیاد پر عراق پر امریکا کے حملے کی وجہ سے بکھر چکا ہے۔ اس حملے کے پیچھے دو مقاصد کارفرما تھے۔ ایک تو مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کی ہٹ دھرمی کے تسلسل کو یقینی بنائے رکھنا، اور دوسرے اس علاقے کے تیل پر تسلط حاصل کرنا۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ خود یورپی ملکوں کے مفاد کے بھی خلاف تھا۔ کوئی اکیلا ملک جو اس علاقے کے تیل پر کنٹرول رکھتا ہو، پوری دنیا پر تسلط قائم کرنے کے بارے میں سوچ سکتا ہے۔ وہ چین،

ملک میں یہ تحریک ترقی یافتہ تھی کہ انہوں نے عراق کی اس غیر ضروری اور سنگین دلائل پر مبنی تھی
تیار کرنے میں جس میں 1970ء میں مہینوں کے بعد ملک کو ہتھیاروں کی فراہمی کی گئی۔ عراقی اور اس وقت
کو عراق کو درپیش تھی کہ عراقی حکومت نے عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو
دس لاکھ ڈالر کی رقم دی تھی اور یہ رقم عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو
عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو
عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو عراقی حکومت کو

[illegible]

کیا جاسکتا۔ یہ کام صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھیں، ایک دوسرے کے مذہب اور تہذیب و ثقافت کا احترام کریں، ایک دوسرے سے تعاون کریں، اور ان سماجی تنازعات سے گریز کریں جو دوسروں کے مذہب، ثقافت اور عقائد کی توہین و تحقیر کا نتیجہ ہیں۔ اگر ہم اس طور پر آگے بڑھیں تو کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

آخری بات

ہم بات اس پر ختم کر سکتے ہیں کہ عالمگیریت پوری دنیا کی عظیم تر خوش حالی کے لیے ضروری ہے۔ تاہم معاشی عالمگیریت، سماجی اور سیاسی عالمگیریت سے الگ نہیں۔ یہ عالمگیریت کے پورے عمل کا ایک حصہ ہے۔ یہ اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک ہم عدل و انصاف، باہمی مفاہمت اور تعاون کو کھیل کے اصولوں یعنی ان قوانین کی پابندی کرتے ہوئے یقینی نہ بنائیں جو انبیائے کرام علیہم السلام ہم تک اخلاقی اقدار کے ذریعے لائے۔

♡♡،، اے اللہ! ہمیں تیری رحمت سے محفوظ رکھ۔ آمین

[illegible]

۷۷۷-۷۷۸ : ۱۱

"Arab Philosophy of History" - مقالة

اور سید کی "ابن خلدون"، ترجمہ، روزِ بھال ۶ تیرجمہ، ۲۸-۷۷ء، مقدمہ، خلدون، ۱۰ :

٢٨١- مجله ٧١، ص ٢٢٢، مؤيد السجستاني، مقتضى الزا : ٦

Sarton, "Introduction to the History of Science", vol. 1, 503 : A

۷ : اجتہاد

Expansion", 24.

Saunders, "The Muslim World on the Eve of Europe's

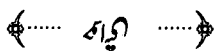
(الم ۱۶۲۹)

خبر : المندری، الترفیفت، (جلد ۳، صفحہ ۳۹۰) نہ سند، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ

(1946)

(مذہب) میں انہوں نے اترنے سے پہلے التوحید، دین، ایمان، کمال، خیر، حسن، دلہندگی، دلہندگی : لہ

- سید عبدالواحد اور والدہ ماجدہ (۷۰۸ھ بمطابق ۱۳۰۹ء) کے درمیان میں ایک خط (۶۹۲۹ نمبر) مندرجہ ذیل ہے : کہ

[illegible][illegible]

پریس کی آزادی کے نام پر اس دلخراش اقدام کا دفاع انتہائی افسوس ناک تھا۔ تمام مظاہر اسی بات کے ہیں کہ مغربی حکومتیں اپنے ذرائع ابلاغ کی جانب سے دوسرے مذاہب اور مذہبی رہنماؤں کی تحقیر و توہین برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ یہ غرور و تکبر، سماجی عالمگیریت کی راہ میں حائل، رویوں پر مبنی ان رکاوٹوں میں سے ہے جن کی نشان دہی ڈاکٹر عمر چھا پرانے کی ہے، یہی رویہ رہا تو کیا پر امن گلوبل ویلج کے خواب کی جانب پیش رفت ممکن ہوگی یا تہذیبوں کے غیر ضروری تصادم کی راہ ہموار ہوگی۔ (مدیران)